Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

NURTURING OF OFFSPRING IN ISLAM IN THE LIGHTOF SHAIKH NASIH'S THOUGHTS

اسلام میں تربیتِ اولاد ،شیخ ناصح علوان کے افکار کا جائزہ

عبدالرؤف[1]، پروفیسرڈاکٹر عبدالغفور اعوان[2]

ABSTRACT- In this research paper, we have investigated the importance of nurturing of offspring by the patents in Islam. The paper consists of two parts. The first part relates to the nurturing of children and responsibilities of parents in this respect. According to Islam, it is the core responsibility of the parents to nurture their children in accordance with the teaching of Islam. Islam emphasizes that the parents should focus on the moral and spiritual boosting of their children. For this purpose, the parents must give best education and nurturing to their children to make them good citizens and humble servants of Almighty Allah. It will enlighten parents' name in this world and also Hereafter. The second part of this paper relates to thoughts of Shaikh Abdullah Naseh Al-wan about children's education. How he visualized the duty of parents and how parents should bring their children up in the light of the precedents of Holy Prophet, Muhammad (MPBUH) that they may be able to become valuable assets for parents and Muslim society.

Keywords: Islamic education, Nurturing of children, satisfaction, parents.

Type of study: **Original research article**
Paper received: 18.07.2017.
Paper accepted: 25.08.2017
Online published: 01.10.2017

1. M. Phil scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan- Pakistan. Cell# +923002850566. Email abdraufjanjua@gmail.com
2. Dean, Faculties of Management, Social Sciences, Institute of Southern Punjab, Multan.ghafoor70@yahoo.com. Cell# +92313601505

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

تعارف

زیرِنظر آرٹیکل دو حصوں پر مشتمل ہے ، پہلے حصے میں اسلام میں تربیت اولاد کی اہمیت کو واضح کیا گیاہے عہدِ حاضر میں اولادکی تربیت کتنی اہم ہے اور بچوں کی بہترین اخلاقی تربیت دنیا اور آخرت میں والدین کے لیے سکون اور اطمینان کا باعث ہے۔اور ساتھ ہی بچوں میں انحراف کی اہم وجوہات کا مختصر احوال بھی بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں شیخ عبداللہ ناصح علوان کے افکار کا جائزہ لیا گیا ہے کہ وہ اس انتہائی اہم ذمہ داری کو کس نظر سے دیکھتے ہیں ،وہ والدین کو اس بارے میں کیا نصیحت کرتے ہیں اور دورِ حاضر میں والدین اسلامی تعلیمات اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں کیسے اپنے بچوں کو پروان چڑھائیں کہ وہ بچے بڑے ہو کر والدین اور اُمّت کے لیے قابلِ فخر سرمایہ ثابت ہوں۔

تربیت کا معنی ومفہوم:

تفسیرروح المعانی میں لفظ "رب"کو تربیت کاماخذ بتایا گیا ہے۔اور تربیت عربی میں کہتے ہیں تبلیغ الشیئ الی کمالہ بحسب استعداده لازلی شیئافشیئا۔ یعنی کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد وفطری صلاحیت کے مطابق بتدریج مرتبہ کمال تک پہنچانا۔[1]

گویا تربیت ایک مسلسل اور تدریجی عمل ہے اور اس کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ، انسان کی خداداد خوابیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کسی خاص نصب العین کے لئے عوامل مہیا کرنا،تربیت کہلاتا ہے ۔جہاں تک بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہے کہ بچونکواس قابل بنا دیا جائے کہ وہ خود کو رذائل سے دور رکھیں اور مائل بہ حسنات ہوں۔یعنی ان کا فطری رجحان بھلائی اور نیکی کی طرف ہو۔

اولاد کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

تربیت ایک ایسا عمل ہے جو چند دنوں میں مکمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے کم از کم ایک فرد کی بلوغت تک کا زمانہ درکار ہے تاکہ جب وہ ایک بالغ اور شریعت کے مکلف کے طور پر زندگی کا آغاز کرے تو اسے خیروشر کے پہچاننے اور حق و باطل کے فرق کو سمجھنے میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ بے دھڑک جادۂ حق پر گامزن رہے ۔ اس لیے تربیت کے قرآنی تصور کو سمجھنے سے پہلے تخلیق ِانسانی کے مقصد کو دیکھ لیا جائے۔ چنانچہ ارشاد ِربّانی ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔[2]

ترجمہ: اور ہم نے جن اور انسان اس لیے بنائے کہ وہ میری بندگی کریں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صرف اس لئے تخلیق کیا ہے کہ وہ ہر پل اپنے معبود حقیقی کی عبادت وبندگی میں مصروف عمل رہیں۔انسان کو عقل وفہم اور امتیازواختیار کی جو بے پایاں نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا کی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی جبین نیاز اللہ ہی کے سامنے جھکا دے کہ جو خالق ومالکِ کُل ہے۔کیونکہ انسان فطرتاً اپنے اللہ کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہے ۔اب اگر انسان کسی اور کی پرستش کرتا ہے یا دہریت کے راستے پر چل نکلتا ہے تو گویا وہ اپنی فطرت کا باغی ہے اور اپنی فطرت سلیم کو مسخ کرنے جا رہا ہے ۔یہاں عبادت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے تمام تر مشاغل و معاملات میں اپنے معبودِ حقیقی کا تابع فرمان رہے۔ پس قرآنی تصور کے مطابق بچوں کی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ وہ اپنی زندگی فطرت سلیمہ کےمطابق گزارنے کےقابل ہوجائیں۔ جہاں تک نبوی تصورِ تربیتِ اولادکا معاملہ ہے تو آپﷺ نے اس کے لیے والدین کو انتہائی ذمہ دار ٹھہرایا ہے ،چنانچہ فرمایا:

مامن مولودالا یولدعلی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ ویشرکانہ۔[3]

"ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی یا مشرک۔"

گویا رسول خدا ﷺ نے بالکل واضح الفاظ میں والدین کو یہ بات پہنچا دی ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے وہ ہر حوالے سےذمہ دار ہیں وہ جیسا ماحول اپنے بچوں کو مہیا کریں گے اور جن اخلاقی قدروں کا عملی نمونہ ان سامنے پیش کریں گے ،بچے اسی انداز فکر و عمل کو لے کر پروان چڑھیں گے ۔اور ذمہ دار قرار دینے کا مطلب یہ ہوا کہ ماں باپ جوابدہ ہیں ،انہیں اپنی اولاد کے بارے میں مسئولیت کا سامناکرنا ہو گا۔ کیونکہ آپﷺ کا فرمان ہے :

ترجمہ: "تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہرایک سے پوچھا جائے گا پس امام(بادشاہ) حاکم ہے اور اس سے پوچھا جائے گااورہر شخص اپنے اہل وعیال کاحاکم ہے اور ان کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا ۔عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکم ہے ،اس سے پوچھا جائے گا،غلام آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا ۔ پس تم میں سے ہر ایک حاکم و نگہبان ہے اور ہر ایک سے پوچھا جائے گا۔"[4]

<u>تربیتِ اولاد ایک بار گراں ہے</u>:

قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاقُوْآاَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراَوَّقُوْدُھَاالنَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ۔ [5]

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ خود کو اوراہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے ۔

علآمہ مجلسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

بدعائھم الی طاعۃ اللہ و تعلیمھم الفرائض ونھیھم عن القبائح وحثھم علیٰ افعال الخیر۔[6]

اس حدیث شریف کی ذیل میں یوں شرح بیان کی گئی ہے ۔

1 - بدعائھم الی طاعۃاللہ:

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف دعوت دیں اور یہ دعوت خوش طبعی اور محبت و مہربانی کے ساتھ ہو تاکہ بچے اپنی زندگی میں اطاعت خداوندی کو مقدم رکھیں۔

2- وتعلیھم الفرائض:

والدین کو چاہیے کہ بچے کو احکام و اخلاق کی تعلیم دیں،اگرخود تعلیم نہیں دے سکتے تو کم ازکم مذہبی مجالس اور مساجد میں جانے کا موقع دیں ،یا کسی عالم دین کو گھر بلا کر بچے کو فرائض و واجبات کی تعلیم دلوائیں ۔

3- ونھیھم عن القبائح:

والدین اپنی اولاد کو برائیوں سے منع کریں اور نیکی کا حکم دیں کیونکہ وہ بچوں کے زیادہ قریب ترین ہیں۔

4- وحثھم علیٰ افعال الخیر:

والدین پر واجب ہے کو بچے کو کارِخیر جیسے صدقہ وخیرات ،بزرگوں کے لیے تواضع اور ہمیشہ سچ بولنے کی ترغیب دیں۔ یہ چار کام ایسے ہیں جن کا قرآن نے "قُوِ ا اَنِفُسَکُم وَ اَھلِیکُم نَاراً" کی صورت میں حکم دیا ہے ۔ [7]

مذکورہ صورتِ حال پر غور کریں تو صاف طور پر دِکھائی دیتا ہے کہ قرآن و حدیث میں والدین کو بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مکمل نصاب دے دیا گیا ہے۔ جس میں بچوں کی تربیت کے تمام پہلوؤں ،ایمانی ،اخلاقی، معاشرتی، نفسیاتی، جسمانی،تعلیمی ،ذہنی وعقلی اور جنسی تمام کو مدِّنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔دوسری طرف بچوں کے حقوق کی بات کریں تو دینِ اسلام نے وہ بھی پوری تفصیل کےساتھ طے کیے ہیں ۔اور تربیت کے اس عمل کی تمام تر ذمہ داری صرف اورصرف والدین پر ہے ۔اور ذمہ داریوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰي ۚ [8]

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

ترجمہ: اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

فرائض اور ذمہ داریوں کی اہمیت کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے؛

فکلکم داع و کلکم مسئول عن رعیتہ[9]

ترجمہ: پس تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مذکورہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ تربیتِ اولاد والدین کے لیے بلاشبہ ایک بارِگراں ہے ۔

<u>بچوں کے انحراف کی وجوہات اور ان کا حل:</u>

<u>والدین کے معاشی تفکرات:</u>

والدین کے معاشی تفکرات بچوں کو منفی رجحانات کی طرف لے جاتے ہیں۔تمام انسانی طبقات اپنے اپنے دائرے میں معاشی پریشانیوں میں گھرے رہتے ہیں اور معاش کی دوڑ میں اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ بچوں کی طرف سے وہ غافل ہو جاتے ہیں حالانکہ دعویٰ ان کا یہی ہوتا ہے کہ وہ یہ سب کچھ بچوں کے لیے کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ روزی روٹی ،ضروریات اور آسائشیں انسانی زندگی میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں ،اس سے انکار ممکن نہیں مگر بچوں کو سب سے زیادہ ضرورت ماں باپ کے پیار اورقربت کی ہوتی ہے ۔یہ قربت بچوں کے لیے کس قدر مفیداس پر آگے چل کر بات ہوگی ۔بہر طور قرآن پاک انسان کی اس معاشی دلچسپی کو یوں بیان کرتا ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ۚ وَاِنَّهٗ عَلٰي ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ۚ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ؕ[10]

ترجمہ: بیشک آدمی اپنے رب کا بڑا نا شکرا ہے اور بیشک وہ اس پر گواہ ہے اور بیشک وہ مال کی چاہت میں کڑا ہے۔

امام غزالیؒ انسان کی اس فطرت پر یوں گویا ہوتے ہیں:

"معاش کے اعتبار سے انسان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ شخص ہے جو معاش کی مشغولیت میں معاد کو بھول گیا ہو، یہ شخص ہلاکت کے راستے پر گامزن ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو معاد کی مشغولیت کے باعث معاش سے بے نیاز ہو گیا ہو۔ یہ ان لوگوں کا درجہ ہے جو قربِ الٰہی کی انتہائی منزلیں طے کر چکے ہیں۔ تیسرا وہ شخص ہے جو معاد کے لئے معاش میں مشغول ہو۔ یہ شخص راہِ اعتدال پر ہے لیکن اعتدال کا یہ درجہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا ہے جب تک وہ شخص معاش کے سلسلے میں شریعت کے بتلائے ہوئے راستے اور طریقے پر نہ چلے۔"[11]

انسان کی اس معاشی دوڑ میں جہاں دوسرے بہت سے فرائض کی ادائیگی متاثر ہوئی ہے اور بہت سے حقوق سلب ہو گئے ہیں وہیں اس معاشی فکر نے اولاد کی تربیت جیسے عظیم فرض کی ادائیگی کو بھی متاثر کیا ہے ۔

<u>والدین کے باہمی جھگڑے اور عدم توجہی:</u>

گھر کا ماحول بچوں پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے ۔ اگر والدین کے درمیان ہم آہنگی نہ ہو اور باہمی جھگڑے معمول بن جائیں تو یہ ماحول بچوں کو بُری طرح سے متاثر کرتا ہے،کیونکہ بچے ان جھگڑوں کی وجہ سے عدم توجہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور نتیجتاًبچوں کی شخصیت مسخ ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ منحرف ہو کر کسی بھی تخریبی سرگرمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے والدین باہمی رنجشوں کو ترک کریں اور اپنے بچوں کی خاطر گھر میں پیار اور محبت کی فضاپیدا کریں تاکہ بچے ایک با اعتماد شخصیت کے ساتھ پروان چڑھیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (النساء: 19)

ترجمہ:اور ان عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے رہو پھر وہ تم کو نہ بھائیں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تم کو پسند نہ آئے مگر اللہ نےاس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔

اس آیت مبارکہ کی مزید تشریح رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد ِ پاک میں یوں فرمائی ہے:

لایفرک مؤمن مؤمنۃً اِن کرہ منھا خلقاً رضی منھا آخر۔ [12]

ترجمہ:کوئی مومن کسی مومنہ سے بغض نہ رکھے کیونکہ اگر اس کی کوئی بات نا پسند ہوگی توکوئی دوسری پسند ہو گی۔

<u>ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے منفی اثرات:</u>

ٹیلیویژن اور انٹرنیٹ بلاشبہ دورِ حاضر کی مفید ترین ایجادات ہیں ۔عہدِ حاضر میں ان کے بغیر دنیا میں ترقی کا تصور تقریباًناممکن ہے۔مگر ان کے غلط استعمال نے ہمارے ہاں انہیں کافی بُرا بنا دیا ہے ۔اب یہ والدین پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح ان مفید آلات سے بچوں کو مستفید ہونے کے مواقع فراہم کریں تاکہ وہ ان کو غلط اور منفی طور پر استعمال نہ کر سکیں ۔اس مسئلے کا بہترین حل تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی تربیت ٹھوس دینی واخلاقی بنیادوں پر کی جائے تاکہ وہ خود اچھے اور بُرے کی پہچان کرتے ہوئے اچھائی کی راہ پر چلیں اور برائی سے ہمیشہ دور رہیں۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

تعلیمی اداروں میں تربیت کا فقدان اور بُری صحبتیں:

بچوں میں انحراف کی وجوہات میں ایک اہم وجہ تعلیمی اداروں میں تربیت کا نہ ہونا اور وہاں کی بُری سنگتیں اور صحبتیں بھی ہے۔تعلیمی ادارے تو درحقیقت کردار سازی کے مراکزہوا کرتے ہیں ۔جہاں طلباء کونیکی کی ترغیب اور برائی سے نفرت دلائی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ ط

(آلِ عمران:110)

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں میں اٹھا ئی گئی ، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور تم اللہ پر ایمان لانے والے ہو۔"

مگر بد قسمتی سے یہاں صورتحال بالکل مختلف ہے ہم سب اس بات سے آگاہ ہیں کہ سرکاری یا نجی ہر دو طرح کے تعلیمی اداروں میں بچوں کی تربیت نہیں ہو رہی صرف کورسز مکمل کیے جا رہے ہیں ۔

اس سلسلے میں اساتذہ کا کردار بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہے ،ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰﷺ نے خود کومعلم فرماکرہرمعلم کو روحانی باپ کا درجہ عنائت فرمایا ہے:

انما انالکم بمنزلۃ الوالد، اعلمکم۔[13]

ترجمہ: "بلاشبہ میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں ، تمہیں سکھاتا ہوں۔"

گویا دین اسلام نے معلم کو روحانی باپ قرار دے کر یہ بات واضح کر دی کہ وہ کوئی معمولی ہستی نہیں بلکہ وہ علم کا مینار اور محبت و شفقت میں باپ کے ہم پلہ ہوتا ہے۔ ایک ننھا منا بچہ جو گھر سے باہر پہلی مرتبہ ایک نئے ماحول میں آیا ہے اور جہاں اس نے اپنی زندگی کے قیمتی ترین سال گزارنے ہیں وہاں معلم کی مہر بان شخصیت ہی بچے کو اس ماحول سےآشنا ہونے میں مدد دیتی ہے۔مگر افسوس کہ آج کامعلم اپنے اس مقام کو شائد بھول گیا ہے۔ جہاں تک بُری صحبت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں رسول اللہﷺ نے فرمایا:

الرَّجُلُ علیٰ دین خلیلہِ فلینظر احدکم من یخالل[14]

ترجمہ: "انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے اس لیے تم میں ہر ایک دیکھ لے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔"

لہٰذا والدین اپنے بچوں کے دوستوں سے متعلق کسی بھی طرح کی بےنیازی اور بے فکری سے مجتنب رہیں اور اس سلسلہ میں دین اسلام کی ہدایات کی مکمل پیروی کریں ۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

تربیت کے موثر ذرائع:

تربیت کے موثر ذرائع ووسائل میں اسوہ ٔرسولﷺ، والدین اور اساتذہ کی جانب سے اعلیٰ کردار کا عملی مظاہرہ اور جزا وسزا کے مظاہر شامل ہیں۔

بچے میں خیر و بھلائی قبول کرنے کی خواہ کتنی ہی صلاحیت کیوں نہ ہو اور اس کی فطرت خواہ کتنی ہی پاکیزہ کیوں نہ ہو تب بھی بھلائی کی بنیادی باتوں پروہ اس وقت تک عمل نہیں کرے گا جب تک وہ مربّی کو عمدہ اخلاق کی معراج پر نہ دیکھ لے۔ قول و فعل میں تضاد تربیت کے عمل کو کامیاب بنانے میں ایک رکاوٹ ہے۔

قرآن پاک اس دُہرے معیار پر یوں کلام کرتا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞[15]

ترجمہ: وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔

اس سلسلہ میں پیغمبر آخرالزماںﷺ کا اسوہ ہمارے لیے کامل واکمل نمونہ ہے ،اللہ تعا لیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[16]

ترجمہ: تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔

گویا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰﷺ کو جہاں والوں کے لئے ایک ایسی ہستی کے طور پر مبعوث فرمایا ہے جو اخلاقی ، نفسیاتی، عقلی ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہیں۔زندگی کے ہرشعبہ اور معاشرے کے ہر طبقہ کے لیے نبیﷺ کی حیات طیبہ رہنماہے۔لہٰذا تربیت کرنے والوں کے لیے از حد ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسولﷺ کو اپنائیں اور بچوں کے سامنے اعلیٰ کردار کاعملی نمونہ پیش کریں کیونکہ زیرِ تربیت افراد کے سامنے صالح نمونے کا وجود بہت ضروری ہے۔

جہاں تک بچوں کی دیکھ بھال اور جزا وسزا کا تعلق ہے تو ارشادِ خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔[17]

ترجمہ: اے ایمان والو! خودکو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

تم ان کو اس چیز سے روکو جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے اور تم انہیں ان باتوں کا حکم دو جن باتوں کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور اس طرح ان کے اور جہنم کے درمیان رکاوٹ بن جاؤ۔[18]

لہٰذا مربیان اس بات کو باور کر لیں کہ ہرہر پہلو سے بچوں پر نظر رکھیں تاکہ تربیت میں کوئی جھول باقی نہ رہےاور اس سلسلہ میں جزا وسزا کو بھی وقتاً فوقتاً ایک ٹُول کے طور پر استعمال کریں۔کیونکہ دین اسلام میں تصوّرِ جزا وسزا کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَهُمُ الْبُشْرٰي فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ[19]

ترجمہ: ان کے لئے خوشخبری دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

جبکہ اللہ کے نافرمان بندوں اور معاشرے کے بد کردار افراد کے لیے دین اسلام میں سزاؤں کانظام موجود ہے،یہ سزائیں حدوداللہ اور تعزیرات کے دو خانوں میں بٹی ہوئی ہیں جن کی تفصیلات قرآن وحدیث میں موجود ہیں ۔

مذکورہ بالا ذرائع اور وسائل کو بروئے کار لا کر بچوں کی متوازن اور بہترین نشوونما کی جا سکتی ہے۔

<u>والدین بچوں کو مستقل وقت دیں:</u>

دین اسلام نے ذمہ داریوں کے تحمل میں والدین پر بھاری ذمہ داری عائد کی ہے اور انہیں اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ بچوں کی ایسی کامل تربیت کریں کہ وہ اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے بہترین انداز میں نبرد آزما ہو سکیں۔ اس ضمن میں ماں اور باپ دونوں کا کردار اہمیت کا حامل ہےماں کے کردار کے بارے میں ہمارے نبیﷺ کا ارشادپاک ہے:

ولام راعیۃ فی بیت زوجھا و مسئولۃ عن رعیتھا[20]

ترجمہ: ماں اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔

اس کا مطلب یہ کہ ماں خبردار ہو جائے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور تعمیر معاشرہ میں اسے ان کے باپ کا ہاتھ بٹانا ہے اور اس کی معاونت کرنی ہے ۔اور اگر تقصیروتفریط ہوئی تو بچوں کے بگڑنے میں دیر نہیں لگتی۔ باپ کے کردار کی بات کی جائے تو قرآن کریم نے سورہ تحریم کی آیت 6 میں جو حکم دیا ہے وہ بنیادی طور پر گھر کے سربراہ کے لیے ہے،جو کہ عموماً باپ ہی ہوتا ہے۔ جبکہ ماں کی حیثیت معاون اور مددگار کی ہے۔اسی طرح سورہ لقمان کی آیات 12 تا 19 میں ایک باپ کی ذمہ داریوں کا تعین کر دیا گیا ہے۔

اولاد پر ماں اور بالخصوص باپ کی توجہ کے حوالے سے ایک تحقیق کے نتائج پیش کرتا ہوں جس سے بات مزیدواضح ہو جائے گی۔یہ تحقیق "بچے پر باپ کی توجہ کے اثرات " کے عنوان کے تحت گئی ہے

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

جس میں برطانوی سائنسدانوں نے ثابت کیا ہے کہ جو باپ بچوں کی پرورش میں زیادہ فعّال کردار ادا کرتے ہیں ان کے بچے بڑے ہو کر زیادہ ذہین نکلتے ہیں اور بالغ عمر میں اپنے کیرئیر میں خوب ترقی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈینئیل نیٹل کے مطابق تحقیق میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ باپ کی طرف سے زیادہ توجہ پانے والے بچوں اور باپ کی عدم توجہی کے شکار بچوں کی ترقی میں حقیقی فرق موجود تھا۔

نیو کیسل یونیورسٹی میں انسٹیٹیوٹ آف نیورو سائنس کے شعبہ سے وابستہ ڈاکٹر ڈینئیل نے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے اپنے تحقیقی پرچے میں لکھا ہے کہ باپ کی زیادہ توجہ کا گیارہ سال کی عمر میں بچے کی عقل پر مثبت اثرو رسوخ تھا ور ان کے مستقبل کے سماجی رتبے پر بھی اس کے اثرات ہیں۔ باپ کی صورت میں ایک بالغ شخص کی موجودگی کا بچوں کی صلاحیتوں اور قابلیتوں پر گہرا اثر پڑتا ہےاوراس کی پوری بالغ زندگی میں اسے فائدہ پہنچاتا ہے۔[21]

الغرض والدین کی طرف سے بچوں پر خصوصی توجہ وقت کی ضرورت ہے اور یہ توجہ بچوں میں خود اعتمادی کو پروان چڑھاتی ہے جو کہ بچوں کے مستقبل کی کامیابی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

تربیتِ اولاد کے بارے میں شیخ ناصح علوان کے افکار کا جائزہ

اسلام تربیت اولاد کا مکمل نظام پیش کرتا ہے:

دین اسلام ایک فرد کی پیدائش سے لے کر اس کی وفات اور تجہیز و تکفین کے تمام مراحل طے کرتا ہے اسی طرح اجتماعی زندگی اور اس کے تمام شعبہ ہائے جات سے متعلق مکمل معلومات و ہدایت ہمیں اپنے دین میں ملتی ہیں۔ اس اجتماعی زندگی کا اہم ترین شعبہ فرد کو انفرادی طور پر اس طرح پروان چڑھانا ہے کہ وہ ذاتی اور اجتماعی زندگی میں ایک متوازن شخصیت کا حامل اورکارآمد فرد بن کر ملک و ملت کی تعمیر و ترقی میں اپنا کرادر ادا کر سکے ۔

شیخ ناصح اپنی شہرہ آفاق کتاب تربیۃ الاولاد فی الاسلام کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں؛

فمن فضل هذاالاسلام على البشرية أن جاء ها بمنهاج شامل قويم فی تربية النفوس، و تنشئة الأجيال، وتكوين الأمم، وبناء الحضارات، وارساء قواعد المجد والمدينة۔[22]

ترجمہ: بنی نوع انسان پر دین اسلام کے جو بے شمار احسانات ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں کہ دین اسلام بشریت کے لئے ایک ایسا جامع اور عظیم نظام پیش کرتا ہے جو انسانی نفوس کی تربیت، قوموں اور افراد کی تعمیر اور معاشرے کے درست کرنے اور ان میں شرافت اور ترقی کی راہ ہموار کرنے میں بنیاد کا کام دیتا ہے۔

تربیت کی ابتداء والدین کے باہمی نکاح سے ہی ہو جاتی ہے:

بچوں کی تربیت کا معاملہ کتنا حسّاس ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ دینِ اسلام نے میاں بیوی کے انتخاب کے وقت جن قواعد و ضوابط کو متعین کیا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ شریکِ حیات ایسے خاندان سے ہو جو اچھے نسب والا ہو۔ اخلاص و تقویٰ اور نیک نام ہو اس لئے کہ لوگوں میں شرافت و رذالت اور نیکی و بدی کے اعتبار سے کافی فرق ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہر شادی کرنیوالے کو یہ ترغیب فرمائی ہے کہ انتخاب کی بنیاد خاندانی شرافت اور تقویٰ و پرہیزگاری پر ہونی چاہئیے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ؛

ایاکم و خضراء الدمن ، قالوا، وماخضراء الدمن یارسول اللہ ﷺ؛ قال: المراۃ الحساء فی المنبت السوء[23]

ترجمہ: تم گندگی کے سبزہ سے بچو! عرض کیا گیا ؛ یا رسول اللہ ﷺ گندگی کا سبزہ کیا ہے؟

فرمایا؛ وہ حسین عورت جو رذیل خاندان سے ہو۔

اور ابنِ ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں؛

تخیروالنظفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوااليهم[24]

ترجمہ: اپنے نُطفہ کے لئے اچھی عورت کا انتخاب کرو اور ہم پلہ لوگوں میں نکاح کرو اور بیٹیوں کا پیغامِ نکاح دو۔

<u>بچوں کے سلسلہ میں نفسیاتی شعور واحساس:</u>

اس سے مراد وہ محبت اور اپنائیت ہے جو اللہ نے ماں باپ کے قلوب میں اپنے بچوں کے لیے رکھ دی ہے۔

1۔ والدین میں بچوں کی محبت فطری طور پر پیدا کی گئی ہے:

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے؛

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔[25]

ترجمہ: مال و دولت اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔

اسی طرح سورہ الفرقان کی آیت 74 میں اولاد کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے اور دیگر کئی آیاتِ مبارکہ میں اولاد کے لئے والدین کے فطری جذبات و احساسات کو قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے۔
اگر بالفرض محال ایسا نہ ہوتا اور یہ فطری محبت والدین کے سینوں میں نہ ہوتی تو انسان کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا ۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کی انسانیت پر کمال مہربانی ہے اوریہ اس لیے کہ والدین اس پیار اور

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

محبت بھرے قلب کے ساتھ اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت کا فریضہ ادا کرسکیں۔

2۔ لڑکیوں کو برا سمجھنا زمانۂ جاہلیت کی بری عادت ہے:

سورہ الشوریٰ میں ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ ذیل میں ہے؛

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جو چاہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہے بیٹے عطا کرتا ہے یا ان کو جوڑے دیتا ہے، بیٹے اور بیٹیاں اور جس کو چاہے بانجھ بنا دیتا ہے ، بےشک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔[26]

چنانچہ اس مشیتِ ایزدی کے مطابق ہر زمانے میں اسلامی معاشروں میں والدین اپنی اولاد کے بارے میں اس بنیادی نقطہ کو مدِ نظر رکھتے آئے ہیں اور لڑکوں اور لڑکیوں میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ اور اگر کہیں بعض گھرانوں میں لڑکیوں کو کم تر سمجھا جاتا ہے تو یہ دینِ اسلام سے دوری کے سبب ہے۔ شیخ ناصح اس رویے پر اپنی رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں؛

واذاوجدفی المجتمع الاسلامی آباء ینظرون الی البنت نظرة تمییز عن الولد، فالسبب فی ھذایعود الی البیئۃ الفاسدة التی رضعوامنھا أعرافاً ما انزل اللہ بھا من سلطان، بل ھی اعراف جا ھلیۃمحضۃ، وتقالید اجتماعیۃ بغیضۃ، یتصل عھدھابالعصر الجاھلی الذی قال اللہ تعالیٰ فیہ؛

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝[27]

ترجمہ: اگر کسی اسلامی معاشرہ میں کچھ ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو لڑکے کی نسبت لڑکی سے امتیازی سلوک برتتے ہیں تو اس کا سبب وہ گندہ فاسد معاشرہ ہے جس سے گھٹی میں انہیں وہ عادات ملی ہیں جن کا دُور سے بھی دین سے واسطہ نہ ہے بلکہ وہ محض زمانۂ جاہلیت کی رسوم و رواج ہیں اور ایسی ناپسندیدہ رسمیں ہیں جن کی کڑی اس دورِ جاہلیت سے ملتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری ملتی ہے تو اس کا منہ سارا دن سیاہ رہتا ہے اور جی میں گھٹتا رہتا اور لوگوں سے چھُپتا پھرتا ہے۔ اس خوشخبری کی برائی کے باعث جو سنی۔ کیا اس کو رہنے دے ذلت قبول کر کے یا اس کو مٹی میں دبا دے ، سن لو برا ہے وہ جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔"

3۔ اسلام کے مصالح کو بچے کی محبت پر فوقیت دینا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

ترجمہ: آپ ؑ کہہ دیجئیے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔[28]

امام بخاری ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[29]

قرآن وحدیث کی روشنی میں شیخ ناصح کہتے ہیں کہ؛

ایھا الأب المؤمن ! یجب أن یکون حب الاسلام ، والجہاد والدعوۃ الی اللہ مسیطراً علی قلبک وجوارحک، و مقدماً علی حب أھلک وولدک وعشیرتک . حتی تندفع بکلیتک الی تبلیغ الدعوۃ و حمل رایۃ الجھاد۔[30]

ترجمہ: اے مومن باپ اسلام ، جہاد اور دعوت اِلی اللہ کی محبت آپ کے دل و دماغ اور اعضاء و جوارح پر چھائی ہونا چاہئیے اور ان چیزوں کی محبت اہل و عیال اور خاندان کی محبت پر مقدم ہونی چاہئیے، تاکہ آپ مکمل طور پر دعوت اسلام کو پھیلانے اور علمِ جہاد بلند کرنے کے لئے تیار رہیں۔

4۔ بچے کو سزا دینا اور مصلحت و تربیت کی خاطر اس سے قطع تعلق کرنا:

بچے کی اصلاح و تربیت کے لئے اسلام کا ایک مخصوص طریقہ کار ہے اور وہ یہ کہ اگر بچے کو پیار سے سمجھانا فائدہ دے تو والدین اور مربی کا اس سے قطع تعلق کرنا درست نہیں اور اگر بچے سے قطع تعلق کرنا اور ڈانٹ ڈپٹ مفید ہو تو پھر اس کو پیٹنا درست نہیں۔ ہاں اگر پیار محبت ،وعظ و نصیحت اور قطع تعلق کے تمام حربے بے سود ثابت ہوں تو پھر اس کو مارنے کی اجازت ہے جو کہ حدود میں رہتے ہوئے ہو۔ ظالمانہ اور بے رحمانہ انداز سے مارنا ، اسلام قطعاً ناپسندنہیں کرتا ہے۔ اصلاح کے یہ تمام طریقے سنت نبوی اور عمل صحابہ کے عین مطابق ہیں۔

تربیت کے سلسلہ میں درپیش مشکلات اور ان کا حل

یہ مشکلات تین طرح کی ہیں :

i.سازشی منصوبے

ii.حرام کھیل کود اور سامان عیش و عشرت

iii.تربیت سے متعلق تجاویز

1.سازشی منصوبے:

دشمنان اسلام اورمنکرین نے ہمیشہ سے ہی طرح طرح کی سازشیں کی ہیں تاکہ وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو سکیں۔ ان سازشی منصوبوں کے بارے میں شیخ ناصح نے اپنی کتاب تربیۃ الاولاد میں سیر حاصل بحث کی ہےاور ان کو بے نقاب کرکے مسلمان والدین کو متنبہ کیا ہے کہ اگر وہ اپنے بچوں کو اسلام کا سچا پیرو بنانا چاہتے ہیں تو پھر انہیں ان سازشوں سے باخبر رہ کر خود کو اور نسلِ نَو کو محفوظ رکھنا ہو گا اور اس سلسلہ میں صدقِ دل سے جدوجہد کرنا ہو گی۔یہ منصوبے اور سازشیں اسلام کے دشمنوں اور منکرین کی جانب سے چار سطحوں پر سرگرم ہیں ، جو کہ یہ ہیں؛

الف۔ شیوعی سازشیں ب۔ صلیبی سازشیں

ج۔ یہودیت اور ماسونیت کے منصوبے اور سازشیں

د۔ استعماری منصوبے اور سازشیں

2.حرام کھیل کود اور سامان عیش وعشرت:

دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور حکیمانہ نظام زندگی میں بہت سے ایسے کھیل کود اور سامان عیش و نشاط کو حرام قرار دیا گیا ہے جن کا انسان کے اخلاق اور معاشرے کے مجموعی رویے ، معاشیات ، حکومت کے وقار ، امت کے شرف اور خاندان کی عزت و شرافت پر منفی اثر پڑتا ہے۔

ان کھیلوں اور سامان تفریح میں نرد سے کھیلنا، گانا بجانا اور موسیقی کا سننا،سینما ،تھیٹر اور ٹی وی یکھنا ،قمار بازی اور جوئے پر مبنی کھیل کود شامل ہیں۔شیخ ناصح نے قوی دلائل کے ساتھ ان کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ٹیلی ویژن اور سینما تھیٹر کےبارے میں آپ کی رائے کچھ یوں ہے:

ان هذه الإختراعات ان استخدمت في الخير ونشر العلم وتثبيت العقيدة الِإسلامية وتدعيم الإخلاق الفاضلة وربط الجيل الحاضر بامجاده وتاريخه وتوجيه الإمة الى ما يصلحها في امور دينها ودنياها ؛ فلا يختلف اثنان في اقتنائها و جوازاستعمالها والإستماع اليها .. اما اذ ا استعملت لترسيخ الفساد والانحراف ونشر الميوعةوالإنحلال وتحويل الجيل الحاضر الى طريق غير طريق الِإسلام ؛ فلا يشك عاقل منصف يؤمن بالله واليوم الإخر بحرمة استعمالها واثم اقتنائها ووزر من يستمع اليها[31]

ترجمہ: ان ایجادات کو اگر خیرو بھلائی اور علم کی نشرواشاعت اور اسلامی عقیدہ کی پختگی اور اچھے اخلاق جاگزیں کرنے اور موجودہ معاشرے کو اپنے اکابرین و تاریخ کے ساتھ مربوط کرنے اور

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

امت کی ان چیزوں کی طرف رہنمائی کے لئے استعمال کیا جائے جو اس کے دین و دنیا کی کامیابی کا

ذریعہ ہوں تو پھر اس میں کوئی بھی دو آدمی اختلاف نہیں کریں گے کہ ان کا رکھنا ، استعمال کرنا اور دیکھنا جائز ہے۔ لیکن اگر ان چیزوں کو فساد و انحراف کے راسخ کرنے اور آزادی و بداخلاقی و بے راہ روی کے پھیلانے اور موجودہ معاشرے کو اسلامی راستہ کی بجائے اور راستے کی طرف چلانے کے لئے استعمال کیا جائے تو پھر کسی بھی عقل والے منصف شخص کو جو اللہ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتا ہو، ان کے استعمال کے حرام ہونے ، ان کے رکھنے اور سننے کو باعث مواخذہ ہونے میں ذرا بھی شک نہ ہو گا۔

شطرنج کے بارے میں دو متضاد آراء نقل کرنے کے بعد اپنی رائے دیتے ہیں:

1۔ حضرت علی ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حضرت امام مالک و ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ اس کو حرام کہتے ہیں۔

2۔ جبکہ حضرت ابوہریرۃؓ ، ا بن المسیبؒ، سعید بن جبیرؒ ، ابن سیرینؒ اور امام شافعیؒ اس کے جوازکے قائل ہیں ۔ [32]

شیخ ناصح شطرنج کھیلنے کو تین باتوں کے ساتھ مشروط کرتے ہیں؛

1- الّا یؤخر اللاعب صلاۃ عن وقتھا.

2- الّا یشترط الرھان لکونہ قما راً.

3- ان یحفظ اللاعب لسانہ من بذاءۃ الکلام وفحش اللسان.

وا ا فرط بشرط من ھذہ الشروط اتجہ القول الی التحریم.

ترجمہ:

1- شطرنج کھیلنے والا کسی نماز کو اس کے وقت سے مؤخر نہ کرے۔

2- شرط بازی نہ ہو ورنہ یہ قمار و جوا بن جائے گا۔

3- کھیلنے والا اپنی زبان کو فحش گوئی اور گندی باتوں سے بچائے۔

لیکن اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو پھر کھیلنا حرام ہے۔

تربیت سے متعلق چند تجاویز جو کہ شیخ ناصح نے پیش کی ہیں ،مختصراً بیان کی جاتی ہیں۔

1) بچے کو اچھے اور عمدہ روزگار کا شوق دلانا۔

2) بچے کی فطری صلاحیتوں کا خیال رکھنا۔

3) بچے کو کھیل کود اور تفریح کے مواقع فراہم کرنا۔

4) گھر مسجد اور مدرسہ میں باہمی تعاون پیدا کرنا۔

5) مربی و بچے کے درمیان رابطہ کو مضبوط کرنا۔

6) دن و رات تربیتی نظام کے مطابق چلنا۔

7) بچے کے لئے نفع بخش، ثقافتی و سائل مہیا کرنا۔

8) مطالعہ میں مشغول رہنے کا شوق پیدا کرنا۔

9) بچے میں جہاد کی روح کو گہرا کرنا۔

10) بچے کو دین اسلام کی جانب سے عائد ذمہ داریوں کو محسوس کرنے کا عادی بنانا۔ [33]

اس پروگرام کو بیان کرنے کے بعد وہ مربی حضرات سے اس توقع کا اظہار کرتے ہیں :

اخي المربي - على تطبيقها لتكون تربيتك على النحو الذي يتطلبه منك الإسلام ويمليه عليك الواجب والله هو الموفق. اللهم اجعلنا ممن يستمعون القول فيتبعون احسنه وهب لنا من لدنك سلطانًا نصيراً وعزماً متيناً وإرادة قوية إنك خير مامول.[34]

ترجمہ: محترم مربی! آپ کو اس کی تطبیق کی کوشش کرنی چاہئیے تاکہ آپ بچوں کی اس طرح تربیت کر سکیں جس طرح اسلام آپ سے مطالبہ کرتا ہے اور وہ آپ کی ذمہ داری بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اے اللہ ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنا دیجیئے جو بات سنتے ہیں اور اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور ہمیں اپنے عظیم سلطنت و نصرت اور مضبوط عزم اور قوی ارادہ عطا فرمائیے ، آپ ہی بہترین امید گاہ ہیں۔

خلاصۂ بحث

آرٹیکل میں جو تفصیلی بحث کی گئی ہے اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہےکہ دینِ اسلام بچے کی ایمانی و اخلاقی ، جسمانی و عقلی اور سماجی و معاشرتی تربیت کے سلسلہ میں اپنا ایک منفرد اور کامل و اکمل نظام رکھتا ہے اور تربیتِ اولاد کا اپنا اسلوب اور طریقہ کار رکھتا ہے۔ تاکہ بچے مستقبل میں متوازن شخصیت اور نیک سیرت کے حامل انسان بنیں۔ جو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ اور اپنے فرائض کی انجام دہی کا ہنر جانتے ہوں اور رضا ئےالٰہی کا حصول ان کا مقصدِ حیات ہو۔علماء اخلاق و ادب اور علم وعمل سے وابستہ افراد کااس پر اتفاق ہے کہ والدین اور تربیت کرنے والے جب

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

پوری کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نظامِ تربیت کےنفاذ کا اہتمام کریں اور ہر دور کے بچوں سے وابستہ مسائل اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس ربانی نظام سے تطبیق کی کوشش کریں گے تو

امید واثق ہے کہ وہ بچے ایمان و تقویٰ پر پرورش پائیں گے اور معاشرے میں کامل اخلاق اور اعلیٰ کردار والے افراد بنیں گے۔لیکن جو والدین اپنے بچوں کی نافرمانی و سرکشی کی شکایت کرتے ہیں تو اس کا بنیادی سبب وہ خود ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب ایک والد خود اپنے بچوں کی بری حرکات پر ان کی اصلاح کرنے کی بجائے یہ کہے کہ کوئی بات نہیں ابھی بچہ ہے بڑا ہو کر خود ہی سنور جائے گا۔ جب ایک باپ خود اپنے بچے کو طرح طرح کی آسائشیں مہیا کرے اور انہیں تساہل پسندی کا عادی بنائے ، جب ایک باپ خود اپنے بچے کی صحبت پر نظر نہ رکھے اور اسے لا دینی و ملحد قسم کے لوگوں سے میل جول پر اس کی تنبیہ نہ کرے اور جب ایک باپ خود ہی اپنی اولاد کو نیکی اور بھلائی کے راستوں پر چلنے کی نصیحت نہ کرے تو بھلا کیسے ممکن ہے کہ وہ اولاد خود ہی نیک اطوار اور پاکیزہ کردار و اخلاق کی مالک بنے۔ عمومی طور پر تو ایسا ممکن نہیں ہے مگر استثنائی صورت حال خارج از امکان نہیں اور اس پر بحث بھی نہیں۔

والدین اور تربیت کرنے والے حضرات اگر یہ ٹھان لیں کہ وہ اللہ کے قرآن اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت کا فریضہ انجام دیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد و نصرت فرمائے گا۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین ہر ہر مرحلے اور ہر ہر پہلو سے اپنے فریضہ کی انجام دہی کا اہتمام کریں اور یہ بات ہر لحظہ ذہن میں تازہ رہے کہ قرآن و سنت کو چھوڑ کر بچوں کی صحیح تربیت ناممکن ہے۔ اس امت کے آخری زمانے کے لوگ بھی اسی چیز سے ٹھیک ہوں گے جس سے ابتدائے اسلام کے لوگ ٹھیک ہوئے تھے۔ اگر انہوں نے نظام اسلام کی عملی تطبیق سے دنیا کی سیادت و قیادت کی تھی تو اب بھی قدرو منزلت حاصل ہو سکتی ہے۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ؛

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؁[35]

ترجمہ:اور آپ کہہ دیجیئے کہ عمل کیے جاؤ پھر آگے اللہ دیکھ لے گا تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور مسلمان، اور تم جلد لوٹا دیے جاؤ گے اس کے پاس، جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے پھر وہ جتادے گا تم کو جو کچھ تم کرتےتھے۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

تجاویز:

1. والدین اس بات کو سمجھیں کہ اولاد کی تربیت کرنا ان پر واجب ہے اور اس کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ والدین کو چاہئیے کہ اپنی تمام تر مصروفیات سے بڑھ کر بچوں کے ساتھ وقت گزاریں اور ان کی تربیت کے کام کو اہم جانیں کیونکہ یہی بچے ان کا اور ملک و قوم کا سرمایہ ہیں۔ اس مقصد کے لئے خود والدین بھی دینی مزاج اپنائیں اور بچوں کے لئے بھی دینی تعلیم و تربیت کی فکر کریں اور ساتھ ہی ساتھ بچوں کی صحبت کا خاص خیال رکھیں تاکہ بچے جب والدین اور اپنے بڑوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر اپنے دوستوں سے ملیں تو ان کے اخلاق بگڑنے نہ پائیں بلکہ دوستوں کی وجہ سے ان کے کردار میں اور نکھار آئے۔ والدین اپنے بچوں کو لقمۂ حلال کھلائیں کیونکہ اس کا اخلاقیات کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔
2. اساتذہ کرام کا بھی بڑا اہم کردار ہے کہ وہ قوم کے نونہلان کی سیرت و کرادر کی تشکیل میں نمونۂ عمل بن کر سامنے آئیں ۔ اساتذہ کرام قوم کے معمار ہیں اور وہ بھی اپنے اس منصب کے جواب دہ ہیں۔ انہیں چاہئیے کہ وہ پوری دیانتداری اور تندہی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیں۔
3. اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت بھی اس حوالے سے اپنے فرائض ادر اور ذمہ داریوں کو سمجھے اور ایک ایسا ماحول فراہم کرے کہ لوگ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی طرف راغب ہوں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیت نمبر 55 اور 56 میں حکومت کے جو فرائض بیان فرمائے ہیں وہ بنیادی طور پر چار ہیں۔

1۔ شرک سے اجتناب 2۔ اقامت الصلوٰۃ 3۔ زکوٰۃ کی ادائیگی 4۔ اطاعتِ رسولﷺ

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلامی معاشرے کے قیام کی تمام تر ذمہ داری حکومتِ وقت پر عائد ہوتی ہے اور اگر حکومت اپنی یہ ذمہ داری احسن طریقے سے انجام دے تو والدین کو بھی بہت زیادہ مدد ملے گی۔معاشرے میں خلافِ شرع معاملات اور لادینی نظریات کے پھیلاؤ کو روکنا ، لوگوں کو نماز اور بھلائی کی طرف راغب کرنا اور اس سلسلہ میں عملی اقدامات کرنا، اسلامی نظامِ معیشت کے ذریعے لوگوں کی فلاح و بہبود کا خیال کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور فرامین کے مطابق عوام الناس کو زندگی

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.289-308
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

گزارنے کے مواقع فراہم کرنا یہ سب حکومت وقت کے فرائض میں شامل ہے۔ الیکٹرانک میڈیاپر جو طوفانِ بد تمیزی بپا ہے اس کی روک تھام کرنا بھی حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کیونکہ میڈیا جو کچھ دکھا رہا ہے اس سے نسلِ نو کی تربیت بُری طرح سے متاثر ہو رہی ہے ۔

تعلیمی اداروں کی اصلاح اور نصابِ تعلیم کی تدوین بھی حکومت کے فرائض میں سے اہم ترین ہے۔ تعلیمی اداروں کے ماحول کو پاکیزہ بنانا اور نصاب بالخصوص پرائمری سطح پر نصابِ تعلیم ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر رہا ۔ اس لئے اس سلسلہ میں عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ حکومت کی جانب سے ایسے اقدامات یقیناً والدین کے لئے تربیت اولاد کے فریضہ کی انجام دہی میں معاون ثابت ہونگے کیونکہ جب پورے معاشرے میں پاکیزگی اور بھلائی کا رجحان ہو گا تو اس سے والدین کی پریشانیاں کافی حد تک کم ہو نگی۔

حوالہ جات

[1] ۔ بحوالہ ضیاء القرآن ، پیر محمد کرم شاہ الازہری،ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور ،ج1،ص 23
[2] ۔ الذٰریٰت: 56

[3] ۔مسلم ، امام مسلم بن الحجاجؒ مترجم علامہ وحید الزمان صدیقی، (خالد احسا ن پبلشرز)لاہور اگست 2004ء ،ج6 ، تقدیر کے مسائل، ص:252،حدیث:675
[4] ۔ بخاری مترجم،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیلؒ،مترجم مولانا عبدالحکیم خان،فرید بک سٹال لاہور ت ن،ج3،کتاب النکاح، ص: 100، حدیث:173
[5] ۔ التحریم: 6
[6] ۔ مجلسی ، بحارالانوار،الشیخ محمد باقر المجلسی ،موسسۃ الوفا بیروت-لبنان،طبع ثانیۃ المصححۃ،1983م ، ج71،ص 86
[7] ۔ مجلسی،بحارالانوار،ج71،ص 86
[8] ۔ الانعام: 164
[9] ۔ سنن ابو داؤد،امام سلیمان بن اشعث سجستانیؒ،مترجم ابو عمار عمرفاروق سعیدی،دارالسلام انٹرنیشنل ، ج3، کتاب الخراج، ص 364، حدیث 2928
[10] ۔العدٰیت: 6- 8
[11] ۔احیا ء العلوم2، ص 108
[12] ۔مسلم شریف: ج4، کتاب الرضاع، ص91، حدیث 3645
[13] ۔ابو داؤد: ج1، کتاب الطہارہ، ص 98، حدیث 8
[14] ۔ابو داؤد: ج4،کتاب الادب، ص660، حدیث 4833
[15] ۔الصف:2
[16] ۔الاحزاب : 21
[17] ۔التحریم:6

18- اسلام اور تربیت اولاد ، ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید،مکتبۃ الحبیب کراچی،اشاعت 1988ج2، ص 102[18]
یونس : 64[19]۔
اسلام اور تربیت اولاد، ج1، ص 149[20]۔
NusratShabnum reports for VOA Urdu web from London.[21]
[22] - تربیۃ الاولاد فی الاسلام ، عبداللہ ناصح علوان،دارالسلام للطباعۃ االنشروالتوزیع ، الطبعۃ الاولیٰ 1986ء،الطبعۃالجادیۃوالعشرون1992ء ، ص5
دارقطنی، عسکری، ابن عدی، بحوالہ تربیۃ الاولاد فی الاسلام ص 42[23]۔
[24] ۔سنن ابنِ ماجہ، ابن ماجہ،ابو عبداللہ محمد بن یزید،ترجمہ مولانا عطاءاللہ ساجد،مکتبۃ الرحمانیہ،لاہور، ، ج3، ابواب النکاح ، ص 171، حدیث 1968
[25] - الکہف: 46
[26] - الشوریٰ 49-50
[27] - النحل: 58-59
[28] - التوبہ: 24-
[29] - بخاری مترجم: ج1، کتاب الایمان، ص 112، حدیث 14-
[30] تربیت الاولاد فی الاسلام ج١، ص 64-
31 تربیت الاولاد فی الاسلام ص 861[31]
32.تربیت الاولاد فی الاسلام ص874 [32]
33.تربیت الاولاد فی الاسلام ص 925[33]
34. تربیت الاولاد فی الاسلام ص 975[34]
35.التوبہ: 105[35]